

# امام علی ع کے والی، اصحاب کی فہرست اور ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ

<"xml encoding="UTF-8?>

امام علی علیہ السلام کے والی و کارگزار، اصحاب کی فہرست اور ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ

امام علی نے اپنی حکومت کے دوران اپنے والی و گورنر مختلف اسلامی شہروں میں تعینات کئے جیسے: عثمان بن حنیف کو بصرہ، عمارہ بن شہاب کو کوفہ، عبید اللہ بن عباس کو یمن، قیس بن سعد بن عبادہ کو مصر، سہل بن حنیف کو شام کا والی بنا کر بھیجا۔ شام جاتے ہوئے سہل بن حنیف جب تبوک پہچے تو وہاں ان کو اور گروہ کے درمیان بحث ہو گئی اور ان لوگوں نے انہیں واپس بھیج دیا۔ عبید اللہ بن عباس جب یمن پہنچے تو یعلی بن منیہ جو عثمان کی طرف سے یمن میں والی تھا، اس نے بیت المال میں جو کچھ تھا اسے لیکر مکہ بھاگ گیا۔ عمارہ بن شہاب جب مدینہ و کوفہ کے درمیان زبالہ کے مقام پر پہنچے تو طلیحہ بن خویلد جو عثمان کی خون خواہی کے نکلا تھا جب اس نے انہیں دیکھا اور اسے پتہ چلا کہ یہ کوفہ کی حکومت کے لئے جا رہے ہیں تو ان سے کہا: واپس لوٹ جاوے اپنے والی کے علاوہ کسی کو قبول نہیں کریں گے اور اگر تم واپس نہیں جاتے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ لہذا وہ واپس لوٹ آئے اور کچھ عرصہ کے بعد آپ نے مالک اشتر کی سفارش پر ابو موسی اشعری کو وہاں کی حکومت پر باقی رکھا۔

جنگیں

جنگ جمل (ناکثین)

جنگ جمل امام علی کی پہلی جنگ تھی جو آپ اور ناکثین کے درمیان واقع ہوئی۔ نکت بمعنی نقض اور تزوڑنا، اور چونکہ طلحہ و زبیر اور ان کے پیروکاروں نے ابتدا میں امام علی کی بیعت کی تھی جو بالآخر انہوں نے تزوڑ دی چنانچہ انہیں ناکثین اور عہد شکنوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ [219] یہ جنگ جمادی الثانی سنہ 36 ہجری میں لڑی گئی۔ [220] طلحہ اور زبیر جو قتل عثمان کے بعد ابتدا میں خلافت پر نظریں جمائی ہوئے تھے [221] جب ناکام ہوئے اور خلافت امام علی کو ملی تو انہیں توقع تھی کہ علی کے ساتھ خلافت میں شریک ہو جائیں گے۔ ان دونوں نے آکر آپ سے بصرہ اور کوفہ کی ولایت مانگی، لیکن علی نے انہیں اس کام کے لئے اہل قرار نہیں دیا۔ [222] جبکہ وہ دونوں قتل عثمان کے اصل ملزم تھے اور عوام کے درمیان کوئی بھی طلحہ جتنا قتل عثمان کے خواہاں نہ تھا، [223] وہ دونوں اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لئے عائشہ سے جا ملے؛ حالانکہ عائشہ نے عثمان کے محاصرے کے وقت نہ صرف ان کی مدد نہیں کی تھی بلکہ موقف اختیار کیا تھا کہ عثمان کو گھیرنے والے حق طلب ہیں۔ لیکن جب انہیں خبر ملی کہ لوگوں نے علی کی بیعت کی ہے تو کہنے لگیں کہ "عثمان کو ظلم کر کے قتل کیا گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے عثمان کے قتل کے سلسلے میں انصاف مانگنا شروع کیا!"۔ [224] عائشہ اس سے پیشتر علی کے لئے عداوت یا عدواتیں دل میں رکھے ہوئی تھیں اسی وجہ سے انہوں نے طلحہ اور زبیر کا

ساتھ دیا۔[225] چنانچہ ان تین افراد نے تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔[226] اس جنگ میں عائشہ عسکر نامی اونٹ (جمل) پر سوار ہوئی تھیں اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگ جمل کا نام دیا گیا۔[227]

امام علیؑ نے بصرہ پہنچ کر سب سے پہلے عہد شکن باغیوں کو نصیحت کی اور یوں جنگ کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن باغیوں نے امامؑ کے ایک ساتھی کو قتل کر کے جنگ کا آغاز کیا۔[228] تاہم زبیر نے جنگ شروع ہونے سے قبل ہی لشکر سے کنارہ کشی اختیار کی جس کا سبب یہ تھا کہ علیؑ نے اسے وہ حدیث یاد دلائی کہ جب رسول اللہؐ نے زبیر سے کہا تھا کہ ایک دن تم علیؑ کے خلاف بغاوت کرو گے۔ زبیر جنگ سے دستبردار ہونے کے بعد بصرہ کے باہر ایک تمیمی مرد عمر بن جرموز کے ہاتھوں قتل ہوا۔[229] اصحاب جمل نے چند گھنٹوں کی مختصر جنگ میں بڑا جانی نقصان اٹھا کر شکست کھائی۔[230] اس جنگ میں طلحہ (اپنے لشکر میں شامل مروان) کے ہاتھوں مارا گیا اور عائشہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ لوٹا دیا گیا۔[231]

### جنگ صفین (قاسطین)

جنگ صفین امام علیؑ اور قاسطین (معاویہ اور اس کی سپاہ)۔[232] کے درمیان صفر المظفر سنہ 37 ہجری کو شام میں دریائے فرات کے قریب صفین نامی مقام پر لڑی گئی اور اس کا اختتام اس حکمیت پر ہوا جو رمضان سنہ 38 ہجری میں انجام پائی۔[233] عثمان کو مسلمانوں نے گھیرتے میں لیا تو معاویہ ان کی مدد کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ انہیں دمشق منتقل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ وہاں امور مملکت کی باگ ڈور خود سنبھال لے۔ اس نے قتل عثمان کے بعد شامیوں کے درمیان علیؑ کو ان کے قاتل کے طور پر پہچان کرانے کی کوشش کی۔ امامؑ نے اپنی حکومت کے آغاز پر معاویہ کو خط لکھا اور اس کو بیعت کرنے کا کہا لیکن اس نے حیلوں بہانوں سے کام لیا اور کہا کہ "پہلے عثمان کے ان قاتلوں کو میرے حوالے کریں جو آپ کے پاس موجود ہیں تا کہ میں ان سے قصاص لوں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں بیعت کروں گا۔ امامؑ نے معاویہ کے ساتھ خط و کتابت کی اور اپنا نمائندہ بھیجا اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ معاویہ جنگ چاہتا ہے تو آپ نے اپنا لشکر لے کر شام کی جانب رخ کیا۔ ادھر معاویہ بھی اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا اور دونوں لشکروں کا سامنا صفین کے مقام پر ہوا۔ امام علیؑ کی کوشش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو یہ مسئلہ جنگ پر ختم نہ ہو۔ لہذا آپ نے پھر بھی خطوط روانہ کئے جن سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا اور آخر کار سنہ 36 ہجری میں جنگ کا آغاز ہوا۔[234]

سپاہ علیؑ کا آخری حملہ شروع ہوا اور اگر جاری رہتا تو علوی سپاہ کی کامیابی یقینی تھی لیکن معاویہ نے عمر بن عاصی کے ساتھ مشورہ کر کے ایک مکارانہ چال چلی اور حکم دیا کہ لشکر کے پاس قرآن کے جتنے بھی نسخے ہیں انہیں نیزوں پر اٹھائیں اور سپاہ علیؑ کے سامنے جائیں اور انہیں قرآن کے فیصلے کی طرف بلائیں۔ یہ بہانہ کار گر ہوا اور سپاہ علیؑ میں قاریوں کی جماعت علیؑ کے پاس آئی اور اور کہا: ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ لڑیں چنانچہ وہ جو کہتے ہیں وہی ہمیں قبول کرنا پڑے گا۔ علیؑ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ ایک چال ہے جس کے ذریعے وہ ہاری ہوئی جنگ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں لیکن یہ سود۔[235]

امامؑ نے مجبور ہو کر معاویہ کے نام ایک خط کے ضمن میں لکھا: ہم جانتے ہیں کہ تمہارا قرآن سے کوئی تعلق

نہیں ہے تاہم ہم قرآن کی حکمیت (یا قرآنی فیصلہ) قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔[236] طے یہ پاپا کہ ایک فرد سپاہ شام کی طرف سے آجائے اور ایک فرد سپاہ عراق کی طرف سے اور وہ دونوں بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ اس موضوع میں قرآن کا حکم کیا ہے۔ شامیوں نے عمرو بن عاص کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور اشاعت اور بعد میں خوارج کے مسلک میں شامل ہونے والے کئی دیگر افراد نے ابو موسی اشعری کا نام تجویز کیا۔ امام علیؑ نے عبدالله بن عباس یا مالک اشتر کے نام تجویز کئے لیکن اشاعت اور اس کے گروہ نے کہا کہ چونکہ مالک اشتر جنگ حاری رکھنے پر یقین رکھتے ہیں اور عبدالله بن عباس کو ہونا ہی نہیں چاہئے اور چونکہ عمرو بن عاص مصر سے ہے اسی لئے دوسرے فریق کا نمائندہ یمنی ہونا چاہئے!۔[237] آخر کار عمرو بن عاص نے ابو موسی اشعری کو دھوکہ دیا اور بظاہر قرآنی حکمیت کو معاویہ کے مفاد میں ختم کر دیا۔[238]

جنگ نہروان (مارقین)

جنگ صفین میں حکمیت کے نتیجے میں امامؑ کے بعض ساتھیوں نے احتجاج کیا اور آپؑ سے کہنے لگے: آپ نے خدا کے کام میں کسی کو فیصلہ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ حالانکہ امام علیؑ شروع سے ہی حکمیت کی مخالفت کر رہے تھے اور ان ہی لوگوں نے امامؑ کو اس کام پر مجبور کیا تھا لیکن بھر صورت انہوں نے امامؑ کو کافر قرار دیا اور آپ پر لعن کرنے لگے۔[239]

یہ لوگ خوارج یا مارقین کھلائے جنہوں نے آخر کار لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ انہوں نے صحابی رسول خداؐ کے فرزند عبدالله بن خباب کو قتل کیا اور اس کی بیوی کا پیٹ چیر کر اس میں موجود بچے کو بھی قتل کیا۔[240] چنانچہ امامؑ نے مجبوراً جنگ کا فیصلہ کیا۔ آپ نے ابتدا میں عبدالله بن عباس کو بات چیت کی غرض سے ان کے پاس بھیجا اور بات چیت ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے بہت سے تو اپنی رائے سے دستبردار ہوئے لیکن بہت سے رہ گئے۔ آخر کا نہروان کے مقام پر جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں امامؑ کے لشکر سے 7 یا 9 افراد شہید ہوئے اور خوارج میں سے 9 افراد زندہ بچ گئے۔[241]

حوالہ جات:

زبیدی، ج 3، ص 273۔

طبری، ج 4، ص 534۔

طبری، ج 4، ص 453۔

طبری، ج 4، ص 453۔

نیچ البلاعہ، ترجمہ سید جعفر شہیدی، خطبہ 174، ص 180۔

طبری، ج 6، ص 3096؛ بحوالہ نقل شہیدی، علی از زبان علی، ص 84-85۔

طبری، ج 4، ص 451، 544 و ج 5، ص 150؛ شہیدی، علی از زبان علی، ص 82-83 و 108۔

طبری، ج 4، ص 454۔

طبری، ج 4، ص 507.

طبری، ج 4، ص 511؛ شهیدی، علی از زبان علی، ص 104.

شهیدی، علی از زبان علی، ص 104.

یعقوبی، ج 2، ص 183.

طبری، ج 4، ص 510؛ شهیدی، علی از زبان علی، ص 108.

جوہری، ج 3، ص 1152.

یعقوبی، ج 2، ص 188؛ خلیفه، ص 191.

تلخیص از: شهیدی، علی از زبان علی، ص 113-121.

المعیار و الموازن، ص 162؛ به نقل شهیدی، علی از زبان علی، ص 122.

ابن مزاحم، ص 490.

ابن اعثم، ج 3، ص 163.

شهیدی، علی از زبان علی، ص 129.

شهرستانی، الملل و النحل، تخریج: محمد بن فتح الله بدران، قابره، الطبعه الثانية، القسم الاول، ص 106-107.

شهیدی، علی از زبان علی، ص 132.

شهیدی، علی از زبان علی، ص 133-134.